Open Access

Al-Irfan(*Research Journal of Islamic Studies*)

Published by: *Faculty of Islamic Studies & Shariah*
Minhaj University Lahore

ISSN: *2518-9794 (Print), 2788-4066 (Online)*

Volume 09, Issue 18, July-December 2024,

Email: alirfan@mul.edu.pk

تفسیرات احمدیہ: منہج واسلوب کا علمی و تحقیقی تجزیہ

Methodology of Tafsirat-e-Ahmadiya: Research-Oriented Scholarly Analysis

NASEER AHMAD

Mphil Scholar Departmenet of Islamic Studies, The Superior University, Lahore

naseerahmadqadri1992@gmail.com

MUHAMMAD WAHEED-U-ZAMAN

Lecturer Departmenet of Islamic Studies, The Superior University, Lahore

ABSTRACT

Tafsee-rate-Ahmadiyah by Mulla Jiwan is a significant contribution to Islamic exegesis, but not because of the author's unique methodological approach or erudition. By examining Mulla Jiwan's methodology (منہج) and style (اسلوب) in his interpretation of the Quran, this study sheds light on Mulla Jiwan's house of intelligence and the principles that guide his exegetical process. This study examines the materials Mulla Jiwan used to explain the meanings of the Quran, including his use of pragmatic language and poetics, as well as his integration of traditional Islamic disciplines.

Additionally, the study shows how Mulla Jiwan addressed philosophical, jurisprudential, and theological concerns in his reading of the Quran. Here, an effort is made to distinguish the traits that set Tafsee-raty-Ahmadiyah apart from other contemporary and traditional tafasir, particularly the reconciliatory tafseer approach between the zahir and the batin.

This research is as significant for presenting Mulla Jiwan's work in relation to the Quran and justifying his contribution to the major body of Islamic scholarship as it is for providing the current reader with an unbiased understanding of what the Quran teaches. The foundational assumptions for the next exploration of the classical Islamic interpretive tradition and its impact are provided in this academic and hermeneutic work. Oach. By critically analyzing Mulla Jiwan's approach (منہج) and style (اسلوب) in his interpretation of the Quran, this study illuminates the ideas and tenets that underpin his exegetical endeavors. The study investigates Mulla Jiwan's sources, his incorporation of traditional Islamic sciences, and his use of rhetorical and linguistic devices to clarify the meanings of the Quran.

Keywords:

Mulla Jiwan, Tafsee Raty Ahmadia, Methodology, Islamic Scholarships, Theological Interpretation.

تعارف

حضرت ملا احمد جیون ایک ممتاز عالمِ دین، محقق، مفسر اور مصنف تھے جن کا شمار برصغیر کے علمی اور روحانی شخصیات میں ہوتا ہے۔ آپ 1047 ہجری میں قصبہ میٹھی، ضلع لکھنو میں پیدا ہوئے[1]۔ اصل نام کے بجائے عرفی نام ''ملا جیون'' کے ساتھ مشہور ہونے کی وجہ آپ کی غیر معمولی علمی حیثیت اور شخصیت تھی۔ قدیم زمانے میں ایسے علماء جو علم و حکمت کے اعلیٰ درجے پر فائز ہوتے، انہیں "ملا" کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا[2]۔ ملا احمد جیون ایک علمی و روحانی گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے والد ملا احمد سعید ایک مشہور عالم دین، بزرگ، اور صوفی تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ یہی علمی و روحانی ماحول آپ کی علمی ترقی کی بنیاد بنا[3]۔ مزید تعلیم کے لیے آپ نے اس وقت کے مشہور علماء سے استفادہ کیا، جن میں شیخ محمد صادق اور مولانا لطف اللہ کے نام نمایاں ہیں۔ لکھنو کے مفتی محمد سعید الحسنی سے بھی آپ نے علم حاصل کیا۔[4] ملا جیون نے اپنی ابتدائی زندگی میں ہی غیر معمولی صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا۔ سات سال کی عمر میں آپ نے قرآن مجید حفظ کر لیا، حالانکہ اس وقت آپ قواعد واعراب سے مکمل واقف نہیں تھے۔ اللہ کی خاص عنایت سے آپ نے قرآن کریم کو معنی و مفہوم کے ساتھ یاد کیا۔[5] آپ نے بائیس سال کی عمر میں علومِ نقلیہ و عقلیہ میں مہارت حاصل کر لی تھی۔ آپ کے اساتذہ کی فہرست طویل تھی، جنہوں نے آپ کی علمی و فکری تربیت میں اہم کردار ادا کیا۔ آپ کے علمی سفر کا آغاز تدریس سے ہوا، جس کے ذریعے آپ نے اپنے علم کو دوسروں تک منتقل کرنے کا مقدس فریضہ سرانجام دیا۔

خدمات:

علم و فنون کی ترویج کے لیے آپ نے مختلف علاقوں کا سفر کیا۔ اجمیر، دہلی، لاہور، اور حیدرآباد میں آپ کی موجودگی نے وہاں کے علمی ماحول کو جِلا بخشی۔ جونپور میں آپ کا طویل قیام رہا، جس کی وجہ سے آپ کو "جونپوری" کے لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔[6] ملا احمد جیون نے اسلامی علوم پر متعدد کتابیں تحریر کیں، جن میں سے سب سے زیادہ

(1) شبیر علی، ملا جیون کی حیات وخدمات کا تحقیقی جائزہ، الاظہر جنرل، والیوم 7، ایشو 2، جولائی تا دسمبر، 2021، ص:3

(2) صدیقی، ڈاکٹر خلیل احمد مشیر، مشائخ امیٹھی، مکتبہ معارف القرآن، اندور، ص 54

(3) عبدالحئی بن فخر الدین "نزھۃ الخواطر و بھجۃ المسامع والنواظر "بیروت" دار ابن حزم 1999ء، جلد 6 ص 691

(4) عبدالحئی بن فخر الدین "نزھۃ الخواطر و بھجۃ المسامع والنواظر "بیروت دار ابن حزم 1999ء، جلد 2 ص 20

(5) محمد عارف عظمی، عمیری، تذکرہ مفسرین ہند، جلد اول، دار المصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، ص 117

(6) محمد طفیل احمد مصباحی، ملا احمد جیون امیٹھی: حیات وخدمات، مکتبہ فاروقیہ، لکھنؤ، ص 52-53

مشہور ''نور الانوار'' اور ''تفسیرات احمدیہ'' ہیں۔ نور الانوار اصول فقہ پر ایک شاہکار ہے، جو آج بھی طلبہ اور علماء کے لیے ایک اہم علمی ذریعہ ہے۔ آپ کی تصانیف کی تعداد تقریباً بارہ بتائی جاتی ہے، لیکن ان میں سے کئی کتب اب ناپید ہو چکی ہیں۔(1) آپ کا علمی سفر بادشاہ شاہجہان کے دورِ حکومت میں شروع ہوا، جب کہ اورنگزیب عالمگیر کے دور میں آپ کی خدمات عروج پر پہنچیں۔ آپ کو اورنگزیب عالمگیر اور شہزادی زیب النساء کے استاد کے طور پر بھی یاد کیا جاتا ہے۔(2) اورنگزیب نے آپ کو شاہی محل میں درس و تدریس کی ذمہ داری سونپی، جہاں آپ نے نہ صرف بادشاہ کی اخلاقی و روحانی تربیت کی بلکہ علومِ دینیہ کی ترویج میں بھی اہم کردار ادا کیا۔(3)

زندگی کا اختتام اور ورثہ

ملا جیون نے اپنی زندگی درس و تدریس اور تصنیف میں بسر کی۔ آپ کے شاگردوں میں ملا عبد الباسط، مفتی تابع محمد لکھنوی، اور شیخ احمد بن منصور جیسے مشہور علماء شامل ہیں، جنہوں نے آپ کے علمی ورثے کو آگے بڑھایا۔ ملا احمد جیون کی شخصیت علم، تحقیق، اور خدمتِ دین کا روشن مینار تھی۔ ان کی زندگی سے یہ سبق ملتا ہے کہ علم کی ترویج اور دینی خدمات کے لیے مخلصانہ جدوجہد نہ صرف دنیا میں کامیابی کا باعث بنتی ہے بلکہ آخرت میں بھی اعلیٰ درجات کی ضمانت ہے۔ آپ کا وصال 1130ھ کو ہوا اور امیٹھی میں مدرسہ علوم اسلامیہ کے نزدیک قبرستان میں آپ کو سپرد خاک کر دیا گیا۔

التفسیرات الاحمدیہ فی بیان آیات الشرعیۃ:

حضرت ملا احمد جیون کی کتاب ''تفسیرات احمدیہ'' قرآنی احکامات کی تشریح و توضیح پر مبنی ایک شاہکار ہے، جو اُنہوں نے دورِ طالب علمی میں تصنیف کی۔ احکامی تفسیر سے مراد وہ تفسیر ہے جس میں پورے قرآن مجید کے بجائے صرف ان آیات کی تشریح کی گئی ہو جن سے فقہی احکام براہ راست اخذ ہوتے ہیں۔ مفسرینِ کرام نے اس موضوع پر متعدد تفاسیر تصنیف کی ہیں، جن میں حضرت امام شافعی، شیخ ابو الحسن علی بن حجر السعدی، امام ابو اسحاق اسماعیل بن اسحاق الازدی البصری، اور شیخ ابو جعفر احمد بن محمد الطحاوی جیسے عظیم علماء شامل ہیں۔ صاحبِ ''کشف الظنون'' نے احکام القرآن کے حوالے سے مفسرین کی ایک طویل فہرست بیان کی ہے۔ حضرت ملا احمد جیون کی کتاب ''تفسیرات احمدیہ'' کو امت مسلمہ کے لیے ایک غیر معمولی تصنیفی خدمت کا درجہ حاصل ہے۔ محققین کے مطابق، احکام القرآن کے موضوع پر یہ کتاب بے

---

(1) محمد طفیل احمد مصباحی، ملا احمد جیون امیٹھی: حیات و خدمات، مکتبہ فاروقیہ، لکھنؤ، ص80،79

(2) شاہجہان نامہ، الحسنات پبلشرز، 1972ء دہلی ص56

(3) محمد عارف عظمی، عمیری، تذکرہ مفسرین ہند، جلد اول، دار المصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، ص122

مثال اور کمال درجے کی ہے اور عصرِ حاضر میں اس کی نظیر بہت کم ملتی ہے۔ اسلامی محققین نے ''تفسیرات احمدیہ'' کو احکامِ قرآنی کے موضوع پر تین بنیادی کتب میں شمار کیا ہے۔

احکام القرآن کی اہم کتب:

1. ''احکام القرآن'' از ابو حیان اندلسی
2. ''احکام القرآن'' از امام ابو بکر الجصاص
3. ''تفسیرات احمدیہ'' از حضرت ملا احمد جیون (1)

یہ کتاب اپنی جامعیت، وسعت اور مدلل انداز کے باعث اہلِ علم کے درمیان خاص مقام رکھتی ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ اسے بارہا شائع کیا گیا اور مختلف مکاتب فکر نے اس کا اردو ترجمہ بڑے خوبصورت انداز میں پیش کیا ہے۔ حال ہی میں ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور نے اس کا ایک معیاری اردو ترجمہ شائع کیا ہے۔ حضرت ملا احمد جیون کی ''تفسیرات احمدیہ''، علمِ تفسیر کی تین بنیادی کتب میں شمار کی جاتی ہے، جو احکامِ قرآنی کی جامعیت اور افضلیت میں بلند پایا ہے۔ برصغیر پاک وہند میں اس تفسیر کی مقبولیت کی ایک اہم وجہ یہ ہے کہ ملا احمد جیون اسی خطے سے تعلق رکھتے تھے۔ اس وجہ سے، آپ نے برصغیر کے دینی مسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے قرآنی آیات سے مسائل کا استنباط اور استخراج کیا۔

تصنیف کا آغاز اور تکمیل:

حضرت ملا احمد جیون نے خود کتاب کے اختتامیہ میں لکھا ہے۔

''قدشرعت فی تسوید تفسیر الآیات الشرعیة(تفسیرات احمدیه فی البلدة الطیبة امیتی حین قرآت الحسامی بسنة الف و اربعة و ستین سنی یومئذ ستة عشرة سنة و فرغت عنه تسعة و ستین فی البلدة ولمبارکة المذکوة حین قرآت شرح مطالع الانوار و سنی یومئذ احدی و عشرون سنة''(2)

---

(1) محمد طفیل احمد مصباحی، ملا احمد جیون امیٹھی: حیات وخدمات، مکتبہ فاروقیہ، لکھنؤ، ص 123 تا 129

(2) تفسیرات احمدیہ، مترجم حضرت مولانا محمد شرف الدین۔ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، جولائی 2020ء، ص 503

یعنی انہوں نے سولہ سال کی عمر میں اس کتاب کی تصنیف شروع کی اور تقریباپانچ سو آیاتِ احکام کی مدلل و مفصل تفسیر مکمل کی۔ یہ کام ان کے طالب علمی کے زمانے میں مکمل ہوا، جو ان کی غیر معمولی ذہانت اور فکری صلاحیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

انفرادیت:

"تفسیرات احمدیہ" کی انفرادیت یہ ہے کہ یہ نہ صرف فقہی استدلال کا بہترین نمونہ ہے بلکہ عربی زبان و ادب میں ملا احمد جیون کی مہارت کا بھی اظہار ہے۔ یہ کتاب برصغیر کے علمی اداروں میں آج بھی نصاب کا حصہ ہے اور دیگر زبانوں میں بھی اس کا ترجمہ ہو چکا ہے۔اس کتاب کا مقام علمِ تفسیر اور فقہ میں مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ حضرت ملا احمد جیون کی یہ تصنیف ان کی تہہ دار علمی شخصیت اور گہرے فقہی فہم کی عکاسی کرتی ہے۔اس کتاب کی افادیت آج بھی قائم ہے اور اسے دنیا بھر میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔مولانا احمد جیون رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر "تفسیرات احمدیہ" کے مقدمے میں اس تفسیر کی خصوصیات اور اہم معلومات فراہم کی ہیں، جن کے مطالعے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس میں 270 مسائل ذکر کیے گئے ہیں۔ایک مسئلہ کبھی کسی ایک آیت سے، اور کبھی متعدد آیات سے اخذ کیا گیا ہے۔قرآن مجید کی 114 سورتوں میں سے صرف 59 سورتوں سے آیات کا انتخاب کیا گیا ہے، وہ بھی صرف انہی سورتوں سے جن میں احکام موجود ہیں۔ مثال کے طور پر، سورہ بقرہ میں سے 45 مسائل، سورہ نساء سے 39 مسائل، سورہ مائدہ اور سورہ انفال سے 17،اور سورہ نور سے 13 مسائل اخذ کیے گئے ہیں۔دیگر سورتوں میں یہ تعداد ایک سے نو کے درمیان ہے۔

تفسیر کا منہج واسلوب

مولانا احمد جیون نے "تفسیرات احمدیہ" میں وہی منہج و اسلوب اپنایا جو قدیم مفسرین اور فقہائے کرام کا خاصہ ہے۔ مفسرین اور علماء کا ایک خاص طریقہ یہ ہے کہ وہ سب سے پہلے آیت میں موجود الفاظ کے لغوی تحقیق پر خاص توجہ دیتے ہیں۔اس کے بعد آیت کی نحوی ترکیب پیش کرتے ہیں، الفاظ کے پوشیدہ معانی کی وضاحت کرتے ہیں، شانِ نزول بیان کرتے ہیں، اور آخر میں آیت سے حاصل ہونے والے احکام کا ذکر کرتے ہیں۔ مولانا احمد جیون نے بھی یہی طریقہ اپنایا ہے۔

آپ سب سے پہلے ہر مسئلے کو الگ بیان کرتے ہیں اور مسئلے کے ساتھ اس کا نمبر درج کرتے ہیں۔ مسئلے کا عنوان لکھنے کے بعد آیت کو تلاوت کے ترتیب کے مطابق بیان کرتے ہیں۔ قرآن پاک کی آیات مبارکہ کو ذکر کرنے کے بعد شانِ نزول کو وضاحت کے ساتھ بیان کرتے ہیں اور نحوی ترکیب کی تشریح کرتے ہیں۔اس کے بعد ملا احمد جیون احکام کی وضاحت میں مذاہبِ اربعہ کے نقطہ نظر کو بیان کرتے ہیں اور مضبوط دلائل کے ذریعے فقہ حنفی کے مؤقف کو ثابت کرتے

ہیں۔ آپ اپنے دلائل کو مزید تقویت دینے کے لیے قرآنی آیات، احادیث نبویہ، صحابہ کرام کے اقوال، اور سلف صالحین کے افکار سے مزین کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر، سورہ بقرہ کی آیت :"وھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاثم استویٰ الی السماء فسواھن سبع سماوات وھو بکل شیء علیم[1] اس کی تفسیر میں آپ کئی اہم نکات کی وضاحت کرتے ہیں۔

1. آپ لکھتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی عظیم نعمتوں کا ذکر کیا ہے۔ نعمت کے مخاطبین کے تعین میں، اگر زمینی نعمتوں کو عمومی تناظر میں دیکھا جائے تو کفار اور مسلمان دونوں شامل ہیں۔ لیکن اگر اس پہلو سے دیکھا جائے کہ اللہ نے ان نعمتوں کو مسلمانوں کی برتری کے ذریعے عطا کیا ہے، تو اس صورت میں مخاطبین صرف مومنین ہوں گے۔
2. فاضل مفسر نے قرآن کی ایک آیت کے لفظ "لکم" میں موجود لام سے استدلال کیا ہے اور اس سے یہ ثابت کیا ہے کہ اشیاء کی اصل حالت اباحت (یعنی جائز ہونا) ہے۔ وہ اس بارے میں لکھتے ہیں کہ اگر "لکم" میں موجود لام کو انتفاع (فائدہ اٹھانے) کے لیے مانا جائے تو آیت کا ترجمہ ہوگا: "اللہ وہ ذات ہے جس نے تمہارے فائدے کے لیے زمین کی تمام چیزیں پیدا کیں۔" اس بیان کے مطابق، زمین کی چیزوں سے حاصل ہونے والے فوائد دو طرح کے ہیں: دینی اور دنیاوی۔ دنیاوی فوائد تو بالکل ظاہر ہیں، کیونکہ انسان ان اشیاء کے ذریعے اپنی ضروریات پوری کرتا ہے، جیسے خوراک، لباس، رہائش اور دیگر ضروریات زندگی۔ دینی فائدہ اس طرح ہوتا ہے کہ جب انسان زمینی اشیاء کی تخلیق، ان کی ساخت، اور ان کی انواع واقسام پر غور وفکر کرتا ہے تو وہ اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ ان تمام چیزوں کا بنانے والا کوئی عظیم اور حکیم ذات ہے۔ یہ غور وفکر انسان کے ایمان کو تقویت دیتا ہے اور اسے آخرت، جنت، دوزخ، اور جزا و سزا کے عقائد پر مزید مضبوط یقین عطا کرتا ہے۔ یہ بھی واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان تمام اشیاء کو انسان کے فائدے کے لیے پیدا کیا ہے۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ ہر چیز انسان کے نفع کے لیے پیدا کی گئی ہے، تو اس سے یہ استدلال کیا جا سکتا ہے کہ اشیاء کی اصل حالت اباحت ہے (یعنی وہ جائز اور حلال ہیں)۔ اس کے برعکس، کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو یہ موقف رکھتے ہیں کہ اشیاء کی اصل حالت حرمت (یعنی ممنوع ہونا) ہے۔ تاہم، فاضل مفسر کے مطابق، آیت میں لفظ "لکم" اور اس کی تشریح سے ظاہر ہوتا ہے کہ زمین کی تمام اشیاء انسان کے لیے جائز اور حلال ہیں، بشرطیکہ کوئی شریعت کی واضح دلیل ان کی حرمت کو ثابت نہ کرے۔[2]

---

(1) البقرۃ آیت: 26/2

(2) تفسیرات احمدیہ، ص 24

3. ملا جیون نے اباحت کی دو اقسام بیان کی ہیں اباحت اصلیہ اور اباحت وضعیہ۔ ان دونوں اقسام کو سمجھنے کے لیے زمانہ فترت کی مثال اہم ہے، جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لینے کے بعد سے نبی اکرم ﷺ کی بعثت تک کے دور کو کہا جاتا ہے۔ زمانہ فترت وہ وقت تھا جب انسانوں کے پاس کوئی واضح اور نافذ شریعت موجود نہ تھی۔ اس دور میں لوگ کھانے پینے، لین دین اور دیگر معمولات زندگی کو جاری رکھے ہوئے تھے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسے حالات میں انسان اپنی زندگی کے معاملات کس شرعی اصول کے تحت طے کرتا تھا؟ قرآن مجید کی تعلیمات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی بھلائی اور فائدے کے لیے تمام اشیاء پیدا کی ہیں۔ جب کسی شریعت کا نفاذ نہ ہو، تو تمام چیزیں انسان کے لیے مباح (جائز) سمجھی جاتی ہیں، کیونکہ اللہ نے ان میں کسی چیز کے ممنوع ہونے کا حکم نہیں دیا۔ اس اصول کو "اباحت اصلیہ" کہتے ہیں، یعنی فطری اور بنیادی اجازت۔ زمانہ فترت میں لوگ اشیاء کا استعمال اسی اصول کے تحت کرتے تھے۔ جب نبی اکرم ﷺ تشریف لائے تو آپ نے کچھ اشیاء کے بارے میں واضح احکام دیے، جن میں سے کچھ کو ممنوع قرار دیا اور کچھ کے استعمال کی اجازت برقرار رکھی۔ ایسی اشیاء جو نبی اکرم ﷺ کے آنے کے بعد بھی جائز سمجھی گئیں، ان کی حیثیت "اباحت اصلیہ" سے بڑھ کر اباحت وضعیہ میں داخل ہو جاتی ہے، یعنی یہ اجازت اب شریعت کے تحت واضح طور پر دی گئی ہے۔ زمانہ فترت میں لوگ کھانے پینے کے معاملے میں آزاد تھے۔ نبی اکرم ﷺ کی بعثت کے بعد حرام اور حلال کی وضاحت کی گئی، جیسے کہ سور کا گوشت اور شراب کو حرام قرار دیا گیا، جبکہ دیگر بہت سی اشیاء کو جائز چھوڑ دیا گیا۔ سابقہ انبیاء کی شریعت میں جو کام جائز تھے اور نبی اکرم ﷺ نے ان کو منسوخ نہیں کیا، وہ اسلام میں بھی جائز سمجھے جاتے ہیں۔ اس طرح وہ اعمال اب سنت کا درجہ اختیار کر لیتے ہیں۔ اباحت بذات خود ایک شرعی حکم ہے۔ جب تک کسی کام کے ممنوع ہونے کی واضح دلیل موجود نہ ہو، وہ عمل مباح (جائز) رہے گا۔

4. اشیاء میں اصل اباحت ہے یا حرمت؟ اس مسئلے پر ملا جیون رحمہ اللہ نے احناف اور دیگر ائمہ مجتہدین کے مابین اختلاف کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ احناف کے نزدیک اشیاء میں اصل اباحت ہے، جبکہ امام شافعی رحمہ اللہ اور دیگر ائمہ کے نزدیک اشیاء میں اصل حرمت ہے۔ اس اختلاف کا عملی اثر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر ہوتا ہے :

"لا تبيعوا الطعام الا سواء بسواء" (1)

"کھانے کی اشیاء کا لین دین برابر برابر ہونا چاہیے"

(1) مسلم، الحجاج بن القشیری، صحیح مسلم، باب الربا، ناشر: دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، رقم الحدیث: 4057

احناف کے نزدیک سود میں اصل اباحت ہے، اور اس کی علت ''قدر'' (وزن) اور ''جنس'' ہے۔ اگر لین دین میں قدر اور جنس میں مماثلت نہ ہو تو اصل اباحت کی بنیاد پر ایسا معاملہ جائز ہوگا۔ اس کے برعکس، امام شافعی کے نزدیک سود میں اصل حرمت ہے، یعنی ہر حالت میں لین دین برابر برابر ہونا ضروری ہے۔ علامہ برہان الدین علی بن ابی بکر المرغینانی رحمہ اللہ نے ''ہدایہ'' میں باب الربا میں اس حوالے سے ایک مشہور حدیث نقل کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

''عن عبادة بن الصامت رضي الله عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : (الذهب بالذهب ، والفضة بالفضة ، والبر بالبر ، والشعير بالشعير و التمر بالتمر ، والملح بالملح ، مثلاً بمثل ، سواء بسواء ، يداً بيد ، فإذا اختلفت هذه الأصناف فبيعوا كيف شئتم إذا كان يداً بيد''(1)

''حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سونا سونے کے بدلے، چاندی چاندی کے بدلے، گندم گندم کے بدلے، جو جو کے بدلے، کھجور کھجور کے بدلے، اور نمک نمک کے بدلے برابر اور ہاتھوں ہاتھ لین دین کیا جائے۔ اگر اقسام مختلف ہوں تو جیسا چاہو بیچ سکتے ہو، بشرطیکہ ہاتھوں ہاتھ ہو''۔

فاضل مصنف حدیث بیان کرنے کے بعد اس مسئلے کو مزید وضاحت کے لیے مثال دیتے ہیں :

اگر کوئی شخص حدیث میں ذکر کردہ اشیاء میں سے، مثلاً گندم کا ایک چلو دیتا ہے اور بدلے میں دو چلو لیتا ہے، تو امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ حرام ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے نزدیک ہر قسم کا لین دین برابر برابر ہونا ضروری ہے۔ یہاں ایک چلو کے بدلے دو چلو دیا جا رہا ہے، جو ان کے اصول کے خلاف ہے، لہٰذا یہ سود کے زمرے میں آتا ہے اور حرام ہے۔ دوسری طرف، احناف کے نزدیک گندم کے لین دین کا پیمانہ وزن یا پیمائش ہے۔ اگر ایک پیمانہ گندم کے بدلے ایک ہی پیمانہ دیا جائے تو سود ہوگا۔ لیکن اگر معاملہ چلو یا مٹھی بھر کی معمولی مقدار کا ہو، جو کسی پیمانے میں نہیں آتی، تو احناف کے نزدیک ایک مٹھی بھر گندم کے بدلے دو مٹھی بھر دینا جائز ہے، کیونکہ اس قلیل مقدار کو پیمانے میں شمار نہیں کیا جا سکتا۔

5. فاضل مفسر احناف کے موقف کی تائید میں کئی علماء کے اقوال پیش کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ علامہ زمخشری رحمہ اللہ نے آیت ''خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا'' کے تحت وضاحت کی ہے کہ ایسی اشیاء، جن سے نفع حاصل کرنے کی

---

(1) محمد بن علی بن آدم بن موسی الاثیوبی، البحر المحیط الثجاج فی شرح صحیح الإمام مسلم بن الحجاج، طبع: 20217، ناشر: بیروت، رقم الحدیث: 623

صلاحیت ہو اور جن میں کوئی ضرر نہ ہو، وہ مباح ہیں۔[1] اسی طرح، صاحب مدارک رحمہ اللہ نے اس کی تصدیق کی ہے، اور امام کرخی، امام ابو بکر الرازی، اور معتزلہ علماء نے بھی آیت "خَلَقَ لَکُم" سے یہ استدلال کیا ہے کہ اشیاء میں اصل اباحت ہے، یعنی اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے زمین کی تمام چیزیں پیدا کی ہیں تاکہ وہ ان سے فائدہ اٹھائے۔

تکرار سے حفاظت:

قرآن مجید میں متعدد احکام ایسے ہیں جو مختلف مقامات پر مماثلت رکھتے ہیں۔ ان آیات کے بیان میں متقدمین علما کے دو اہم اسالیب ملتے ہیں۔ ایک طریقہ یہ ہے کہ ہر آیت کے تحت اس کے متعلقہ احکام و مسائل کو تفصیل کے ساتھ ذکر کیا جائے، تاکہ قاری اپنی ضرورت کے مطابق کسی بھی آیت کا انتخاب کر کے استفادہ کر سکے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ایک جیسے احکام رکھنے والی تمام آیات کو ایک جگہ جمع کر دیا جائے اور ان کے مسائل کو جامع انداز میں بیان کیا جائے، تاکہ قاری بار بار دہرانے کی زحمت سے بچ سکے۔ ملا جیون نے اپنے تفسیری اسلوب میں دوسرا طریقہ اختیار کیا ہے، جو اختصار اور جامعیت کا حسین امتزاج پیش کرتا ہے۔ مثال کے طور پر، سورہ بقرہ کی آیت: " انما حرم علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر وما اهل به لغیر الله، فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیه، ان الله غفور رحیم"[2] کے تحت ملا جیون نے حرام اشیا کے متعلق تمام احکام کو تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ یہی احکام تھوڑے سے لفظی فرق کے ساتھ سورہ مائدہ، سورہ انعام، اور سورہ نحل میں بھی آئے ہیں، لیکن ان مقامات پر مصنف نے ان کا الگ ذکر نہیں کیا۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ وہ ایک ہی نوعیت کے احکام کو مختلف مقامات پر دہرانے کے بجائے ایک جگہ جمع کر کے پیش کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ یہ اسلوب قاری کو بار بار تکرار سے بچاتا ہے اور احکام کو یکجا دیکھنے میں سہولت فراہم کرتا ہے۔

اسی طرح، ملا جیون نے قرآن کے نسخ کے مسئلے پر بھی تفصیلی بحث کی ہے۔ سورہ بقرہ کی آیت: " ما ننسخ من آیة او ننسها نات بخیر منها او مثلها، الم تعلم ان الله علی کل شیء قدیر"[3] کی تشریح میں آپ نے ناسخ و منسوخ کے تمام پہلوؤں پر گفتگو کی ہے۔ قرآن میں جتنی بھی منسوخ آیات موجود ہیں، انہیں آپ نے ایک مقام پر یکجا کر کے بیان کیا ہے اور ہر آیت کے موقع و محل میں الگ الگ تشریح کے بجائے ان کا خلاصہ پیش کیا ہے۔ اس جامع انداز سے قاری نہ صرف اکتاہٹ سے محفوظ رہتا ہے بلکہ موضوع کو بہتر طریقے سے سمجھنے میں بھی مدد ملتی ہے۔

---

(1) تفسیرات احمدیہ، ص 27.

(2) البقرۃ۔ 173/2

(3) البقرۃ آیت 106/2

ملا جیون کا یہ اسلوب ان کی علمی بصیرت، تفسیری مہارت اور قاری کے لیے آسانی فراہم کرنے کے جذبے کی عکاسی کرتا ہے۔ان کی یہ روش نہ صرف تکرار سے بچاتی ہے بلکہ احکام کو مربوط انداز میں پیش کرکے قاری کو ان کی حکمت وفلسفے کو بہتر طور پر سمجھنے کا موقع بھی دیتی ہے۔اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ قرآن کے احکام کی وضاحت میں ایک جامع اور آسان فہم طرز عمل اختیار کرتے ہیں، جو آج بھی قارئین کے لیے مشعل راہ ہے۔ ملا جیون کا یہ منفرد انداز تفسیری ادب میں ان کی بلند مقام کی دلیل ہے۔ان کا طریقہ نہ صرف قرآن فہمی کو سہل بناتا ہے بلکہ قاری کو علمی اطمینان اور فکری یکسوئی بھی فراہم کرتا ہے۔

فقہ حنفی کا دفاع اور اصولی استدلال:

فاضل مفسر حضرت ملا احمد جیونؒ اپنی تفسیر ''تفسیرات احمدیہ'' میں جا بجا فقہ حنفی کی بھرپور تائید کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔آپ امام اعظم ابو حنیفہؒ کے مخالفین کا مضبوط دلائل کے ساتھ رد کرتے ہیں اور حنفی مسلک کے حق میں عقلی ونقلی استدلال پیش کرتے ہیں۔ایک اہم مسئلہ جو آپ نے زیر بحث لایا، وہ قرآن مجید میں ''ثلاثة قروء'' کے مفہوم کا ہے، جس پر امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے۔امام شافعیؒ کے نزدیک ''ثلاثة قروء'' سے مراد طہر (پاکی) ہے، اور وہ اپنے اس موقف کے حق میں چار دلائل پیش کرتے ہیں۔ان دلائل میں سے ایک یہ ہے کہ ''ثلاثہ قروء'' میں لفظ ''قروء'' مذکر ہے، جبکہ ''طہر'' بھی مذکر ہے، اس لیے یہاں طہر ہی مراد ہے۔اگر ''حیض'' مراد ہوتا، تو لفظ ''ثلاثة'' کے بجائے ''ثلاث'' استعمال ہوتا، کیونکہ ''حیض'' مونث ہے اور معروف نحوی قاعدہ یہ ہے کہ تین سے نو تک اعداد کی تمیز میں جنس کے خلاف استعمال ہوتا ہے۔ امام شافعیؒ کے اس استدلال کا جواب دیتے ہوئے ملا جیونؒ لکھتے ہیں کہ ''قروء'' کے مذکر ہونے میں کوئی شبہ نہیں، لیکن اس سے مراد حیض ہی ہے۔آپ وضاحت کرتے ہیں کہ نحوی قاعدے کا لحاظ رکھنے کے باوجود احناف کا موقف درست ثابت ہوتا ہے، کیونکہ احناف کے نزدیک لفظ ''قروء'' کا اصل مطلب حیض ہے۔[(1)]

نقلی وعقلی دلائل:

ملا جیونؒ اپنے استدلال کو تقویت دینے کے لیے نقلی وعقلی دلائل پیش کرتے ہیں۔

1. آپ حدیث نبوی ﷺ سے استناد کرتے ہیں: '' طلاق الامة تطليقتان،وعدتها حيضتان''[(2)]

(1) تفسیرات احمدیہ، ص198،197

(1) ترمذی، ابو عیسیٰ، امام، سنن ترمذی، کتاب الطلاق واللعان، ناشر: دار احیاء التراث العربی، بیروت: رقم الحدیث: 1182

''لونڈی کی دو طلاقیں ہیں اور اس کی عدت دو حیض ہیں۔''

آپ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں عدت کو حیض کے ذریعے شمار کیا گیا ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آزاد عورتوں کی عدت بھی تین حیض ہی ہے، نہ کہ تین طہر۔

2. آپ قرآن مجید کے الفاظ ''ثلاثہ قروء'' پر غور کرتے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ اگر ''قروء'' سے طہر مراد لیا جائے، تو تین طہر مکمل نہیں ہوں گے، بلکہ یا تو دو طہر اور تیسرے کا بعض حصہ ہوگا، یا تین مکمل طہر اور چوتھے کا بعض حصہ مراد ہوگا۔ جبکہ ''قروء'' کو حیض کے معنی میں لینے سے تین مکمل حیض شمار ہوں گے، اور اس میں کسی قسم کی کمی بیشی نہیں ہوگی۔

3. آپ فرماتے ہیں کہ امام شافعیؒ کے موقف پر عمل کرنے سے قرآن کے لفظ ''ثلاثہ'' کے خاص مفہوم پر عمل ترک کرنا پڑے گا، جو جائز نہیں۔ ملا جیونؒ کا اسلوب فقہ حنفی کے دفاع میں نہایت واضح اور مدلل ہے۔ آپ جب مختلف مکاتب فکر کے مؤقف کا ذکر کرتے ہیں تو ان کے مخصوص الفاظ جیسے، ''نحن نقول''، ''في أصولنا''، ''في كتابنا'' استعمال کرتے ہیں، جن سے مقصود فقہ حنفی کے دلائل کی وضاحت ہوتی ہے۔ آپ نہ صرف فقہ حنفی کے اصولوں کو بیان کرتے ہیں بلکہ مخالفین کے دلائل کا تفصیلی رد بھی کرتے ہیں اور حنفی موقف کی حقانیت کو ثابت کرتے ہیں۔ ملا جیونؒ کا یہ اسلوب علمی گہرائی اور فقہی مہارت کا آئینہ دار ہے۔ آپ نے فقہ حنفی کے اصولوں کو نہایت مضبوط دلائل کے ساتھ پیش کیا۔ آپ کا یہ طرز بیان قاری کو صرف مسئلے کی تفہیم ہی نہیں دیتا بلکہ فقہ حنفی کی علمی بنیادوں اور اس کی مضبوطی کو بھی اجاگر کرتا ہے۔

ملا جیونؒ کے اسلوب کی جامعیت، دلائل کی وضاحت، اور علمی گہرائی ان کی تفسیر کو منفرد بناتی ہیں۔ ان کا یہ کام نہ صرف فقہ حنفی کے ماننے والوں کے لیے باعثِ اطمینان ہے بلکہ دیگر مکاتب فکر کے لیے بھی غور و فکر کی دعوت دیتا ہے۔ ملا جیون نے اپنی مشہور تصنیف ''تفسیرات احمدیہ'' میں عموماً امام اعظم ابو حنیفہؒ کے فقہی نظریات کی پیروی کی ہے، تاہم بعض مقامات پر انہوں نے امام اعظم کے موقف سے اختلاف بھی کیا ہے۔ ان کے تفسیری اور فقہی نظریات پر ان کے اساتذہ اور شیوخ کے خیالات کا گہرا اثر پایا جاتا ہے، جنہوں نے انہیں تحقیق اور اجتہاد کے اصولوں میں گہرائی تک رہنمائی فراہم کی۔ یہ اثرات ان کی تفسیر اور فقہ کے مباحث میں نمایاں نظر آتے ہیں، جہاں وہ نہ صرف مسائل کو واضح کرتے ہیں بلکہ اپنی گہری بصیرت اور اجتہادی قوت کے ذریعے ان پر نئے انداز سے روشنی بھی ڈالتے ہیں۔

ان مسائل میں سے ایک مسئلہ وضو میں ترتیب کا ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک وضو میں ترتیب فرض ہے، جبکہ امام اعظم ابو حنیفہؒ کے نزدیک یہ سنت ہے۔ تاہم، ملا جیون نے اپنے اجتہاد اور علمی دلائل کی بنیاد پر اس بات کو ثابت کیا ہے کہ

وضو میں ترتیب واجب ہے۔[1] انہوں نے قرآن و حدیث سے استدلال کرتے ہوئے نہایت باریک بینی سے ترتیب کی اہمیت کو واضح کیا اگر ہم ''تفسیرات احمدیہ'' کا بغور مطالعہ کریں تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ملا جیون مختلف ائمہ کرام کے اقوال کو کثرت کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔ ان ائمہ میں زفر بن ہزیل، امام فخر الاسلام، امام بیضاوی، امام محمد، امام ابو یوسف، حسن بصری، اور دیگر ائمہ مذہب کے اقوال شامل ہیں۔ ملا جیون بعض مواقع پر ان ائمہ کے موقف سے اتفاق کرتے ہیں اور کبھی ان سے اختلاف بھی کرتے ہیں۔ تاہم، بعض علمی مضامین اور مقالات[2] میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ ملا جیون امام احمد بن حنبل کے اقوال کو ذکر نہیں کرتے۔ ان مقالات میں یہ موقف پیش کیا گیا ہے کہ ملا جیون کے نزدیک امام احمد بن حنبل فقیہ اور مجتہد نہیں ہیں بلکہ صرف محدث ہیں، جیسا کہ امام ابو بکر الجصاص اور ابن خلدون نے بھی امام احمد بن حنبل کے بارے میں یہی نقطہ نظر اپنایا ہے۔ اس بات سے یہ تاثر پیدا کیا گیا ہے کہ ملا جیون بھی امام احمد بن حنبل کو صرف ایک محدث مانتے ہیں اور ان کے فقہی مقام کو تسلیم نہیں کرتے۔ لیکن اس رائے سے اتفاق کرنا ممکن نہیں، کیونکہ ملا جیون نے ''تفسیرات احمدیہ'' میں کئی مقامات پر امام احمد بن حنبل کے اقوال کو ذکر کیا ہے، جو اس بات کا ثبوت ہیں کہ وہ انہیں فقیہ اور مجتہد بھی تسلیم کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر، مسئلہ نمبر 53 میں، جو ''اسلام میں چار شادیوں کی اجازت'' کے عنوان سے ہے، ملا جیون نے امام احمد بن حنبل کے اس موقف کو نقل کیا ہے کہ غلام مرد بیک وقت دو عورتوں کو نکاح میں رکھ سکتا ہے۔[3] اسی طرح، مسئلہ نمبر: 11 میں، جو ''صفا و مروہ کے دوران سعی'' کے عنوان سے ہے، ملا جیون نے امام احمد بن حنبل کے اس قول کو ذکر کیا ہے کہ صفا و مروہ کے درمیان سعی سنت ہے۔[4]

یہ شواہد واضح کرتے ہیں کہ ملا جیون امام احمد بن حنبل کو نہ صرف ایک محدث بلکہ ایک فقیہ اور مجتہد بھی تسلیم کرتے ہیں۔ ان کا امام احمد بن حنبل کے اقوال کو نقل کرنا اور ان پر غور و فکر کرنا ان کے علمی انصاف اور وسعتِ نظری کا ثبوت ہے۔ یہ تاثر کہ ملا جیون امام احمد بن حنبل کو صرف محدث سمجھتے ہیں، ان کے تفسیری و فقہی کام کا مکمل اور درست تجزیہ نہیں ہے۔ ملا جیون کا طرزِ عمل اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ وہ تمام ائمہ کے علمی مقام کا احترام کرتے ہیں اور ان کے اقوال سے رہنمائی لیتے ہیں، چاہے وہ ان سے مکمل اتفاق نہ بھی کریں۔

---

(1) تفسیرات احمدیہ، ص275

(2) ڈاکٹر محمد طفیل، التفسیرات احمدیہ، فکر و نظر اسلام آباد، ج: ۳۲، شمارہ ۳، ۴: ص225

(3) تفسیرات احمدیہ، محمد شرف الدین۔ ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور، جولائی 2020ء، ص320

(4) تفسیرات احمدیہ، ص86

مسائل کا استنباط اور جامع انداز بیان

ملا جیون علیہ الرحمہ کا ایک نمایاں اسلوب یہ ہے کہ جب آپ کسی مسئلے پر تفصیلی گفتگو کرتے ہیں تو اس مسئلے کے مختلف پہلوؤں کو نہایت عمیق انداز میں پیش کرتے ہیں۔ آپ اس مسئلے کے شان نزول، صرفی و نحوی ابحاث، اور اس سے مستنبط ہونے والے مزید مسائل پر روشنی ڈالنے کے بعد، اگر اس مسئلے پر کسی نے سوالات کیے ہوں، تو سوال و جواب کی صورت میں ان کا مفصل اور مدلل جواب بھی فراہم کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر، اشیاء کی ''اصل اباحت'' کا مسئلہ زیر بحث ہے۔ اس اصول پر یہ سوال اٹھایا گیا کہ اگر تمام اشیاء اپنی اصل میں مباح ہیں، تو ان میں سے کچھ چیزوں کو حرام یا مکروہ کیوں قرار دیا گیا؟ اس پر ملا جیون نہایت خوبصورت جواب دیتے ہیں کہ تمام اشیاء کی اصل میں اباحت حاصل ہے، مگر ان میں سے بعض چیزوں کی حرمت شریعت کے احکامات کی وجہ سے عائد ہوئی ہے۔ نبی اکرم ﷺ سے پہلے جو چیزیں ہمارے لیے حلال اور مباح تھیں، اگر شریعت نے ان سے منع فرما دیا، تو وہ حرام قرار دے دی گئیں۔ اس مسئلے کے استنباط میں ملا جیون کے طرز فکر کو دیکھیں تو واضح ہوتا ہے کہ انہوں نے مختلف علوم کو نہایت مہارت کے ساتھ استعمال کیا۔ مثلاً: ''**شان نزول**: جس کا تعلق علمِ تفسیر سے ہے۔'' ''**صرفی و نحوی مباحث**: جو عربی ادب کی گہرائی کو ظاہر کرتے ہیں۔'' ''**احادیث و آثار صحابہ**: جنہیں علم حدیث کی روشنی میں بیان کیا گیا۔''

یہ تمام عناصر مل کر یہ ثابت کرتے ہیں کہ ملا جیون نہ صرف ان علوم میں کمال رکھتے تھے بلکہ اپنے موقف کو دلائل اور سلیقہ مندی کے ساتھ پیش کرنے کی غیر معمولی صلاحیت بھی رکھتے تھے۔ آپ کا اسلوب نہایت جامع، مدلل اور مختلف علمی شعبہ جات کو یکجا کرنے کا آئینہ دار ہے۔ ملا جیون کی علمی بصیرت ان کی تحریروں میں جھلکتی ہے۔ ان کا انداز بیان مسئلے کو نہ صرف وضاحت کے ساتھ پیش کرتا ہے بلکہ قاری کو اس پر غور و فکر کی دعوت بھی دیتا ہے۔ ان کے نزدیک شریعت کا ہر حکم حکمت اور مصلحت پر مبنی ہے، اور اسی حکمت کو وہ اپنے دلائل میں نمایاں کرتے ہیں۔ ان کے اسلوب کی خاص بات یہ ہے کہ وہ مختلف علوم کو ایک مرکز پر لا کر مسئلے کا حل پیش کرتے ہیں، جس سے ان کی علمی مہارت کا اندازہ ہوتا ہے۔ یہی خصوصیات ملا جیون کو اپنے زمانے کے دیگر علما سے ممتاز کرتی ہیں اور ان کی تصانیف کو آج بھی علمی دنیا میں خاص مقام دیتی ہیں۔

تفسیرات احمدیہ: علم و مطالعہ کی وسعت کا مظہر

ملا جیون کی تفسیرات احمدیہ ان کے علمی تبحر اور گہرے مطالعہ کی ایک زندہ مثال ہے۔ اس عظیم الشان تفسیر کو تحریر کرتے وقت ملا جیون نے علمائے متقدمین کی تصانیف سے بھرپور استفادہ کیا۔ اپنے مقدمہ میں انہوں نے ان کتابوں کا تفصیلی ذکر کیا ہے جنہوں نے ان کے علمی سفر میں رہنمائی کی۔ یہ کتابیں فقہ، اصول فقہ، علم الکلام اور دیگر اسلامی علوم کے

موضوعات پر مشتمل تھیں۔ ان کا یہ بیان ان کے مطالعے کی وسعت اور علمی گہرائی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ تفسیرات احمدیہ کی ہر سطر میں علم کا ایک بے کنار سمندر موجزن نظر آتا ہے۔ ملا جیون کے وسیع مطالعے کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے جب وہ" حافظوا علی الصلاہ والصلاہ الوسطی "[1] کے احکام بیان کرتے ہیں۔ یہاں انہوں نے تقریباً آٹھ مصادر کا حوالہ دیا، جن میں تفسیر زاہدی، تفسیر حسینی، مدارک التنزیل، الکشاف، تفسیر بیضاوی، ہدایہ، بخاری شریف، اور مختصر اصول ابن حاجب شامل ہیں۔ ملا جیون نے اپنی تصنیف میں جن کتب سے استفادہ کیا، ان میں نمایاں نام یہ ہیں: انوار التنزیل، مدارک التأویل، الاتقان فی علوم القرآن، شرح وقایہ، الفتاویٰ الحماویہ، اصول بزدوی، حسامی، توضیح و تلویح، اور شرح عقائد۔ یہ تمام کتابیں ان کے وسیع مطالعے کی گواہی دیتی ہیں اور تفسیرات احمدیہ کی علمی عظمت کو چار چاند لگاتی ہیں۔ ملا جیون کی یہ تصنیف ان کے علمی مقام و مرتبے اور گہرے مطالعے کا وہ شاہکار ہے جس کی روشنی میں اسلامی علوم کے طلبہ آج بھی رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔

تفسیری منہج اور احادیث مبارکہ:

قرآن مجید کی درست تشریح اور اس کی آیات کے اجمالات و اشکالات کو صحیح طور پر سمجھنے کے لیے نبی اکرم ﷺ کی احادیث کی روشنی نہایت ضروری ہے۔ احادیثِ نبویہ شریعت اسلامی کا دوسرا بنیادی مصدر ہیں، کیونکہ یہ براہ راست نبی اکرم ﷺ کی ذاتِ گرامی سے منسلک ہیں۔ آپ ﷺ ہی وہ ذات ہیں جن پر قرآنِ کریم نازل ہوا، اور آپ کے قلبِ اطہر کو اللہ تعالیٰ نے اپنے اسرار و رموز کا امین بنایا۔ جب تک احادیث کو قرآن کے ساتھ نہ رکھا جائے، قرآن اور شریعت کی گہرائی کو سمجھنا ممکن نہیں۔ قرآن مجید نے خود نبی اکرم ﷺ کے دو اہم فرائض کا ذکر کیا ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِّنكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾[2]

"ہم نے تم میں ایک رسول بھیجا، جو تم پر ہماری آیات کی تلاوت کرتے ہیں، تمہیں پاکیزہ کرتے ہیں، اور تمہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔"

یہ آیت نبی اکرم ﷺ کے دو بنیادی کاموں کی طرف اشارہ کرتی ہے:

1. قرآن کی تلاوت اور تعلیم

---

(1) البقرۃ 238/2

(2) البقرۃ 151/2

2. تربیت اور تطہیرِ نفس

رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں فرائض کو انتہائی خوبصورتی سے ادا کیا۔ آپ ﷺ کی سیرت مبارکہ اس بات کا بہترین نمونہ ہے کہ قرآن کے معانی و مطالب اور اس کے احکام کو عملی زندگی میں کیسے نافذ کیا جائے۔

علمائے لغت کے ہاں یہ بات مسلم ہے کہ الفاظ کے دو طرح کے معنی ہوتے ہیں :

1. لغوی معنی: وہ جو اصل مقصد کے لیے وضع کیے گئے ہوں۔
2. اصطلاحی معنی: وہ جو لغوی معنی سے ہٹ کر کسی خاص سیاق و سباق میں استعمال ہوں۔

اسلامی شریعت میں اس کی کئی مثالیں ملتی ہیں، مثلاً قرآن مجید کی یہ آیت :

﴿ إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ﴾ ''(1)

''بے شک، اللہ کے نزدیک مہینوں کی تعداد بارہ ہے، جن میں سے چار حرمت والے ہیں۔''

اس آیت میں چار حرمت والے مہینوں کا ذکر تو موجود ہے، مگر ان مہینوں کی تفصیل کے لیے ہمیں احادیث کی جانب رجوع کرنا پڑتا ہے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے ان مہینوں کی وضاحت فرمائی۔ قدیم مفسرین کی طرح حضرت ملا جیونؒ نے بھی قرآن کے فقہی احکام اور آیات کی تشریح میں خصوصی مہارت دکھائی ہے۔ آپ احکام کی وضاحت کے لیے صحیح اور معتبر احادیث کا سہارا لیتے ہیں اور ان کی روشنی میں فقہی اصول اور مسائل کی وضاحت کرتے ہیں۔ مثلاً آیت مبارکہ :

﴿ أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ ﴾(2)

''تمہارے لیے روزوں کی راتوں میں اپنی بیویوں کے ساتھ تعلق رکھنا حلال کیا گیا ہے۔''

اس آیت کی وضاحت کے لیے حضرت ملا جیونؒ نے تقریباً اٹھاراں احادیث نقل کی ہیں، جنہیں ائمہ کرام نے اپنے اپنے مسالک کی تائید میں استعمال کیا۔ حضرت ملا جیونؒ نہ صرف مختلف مذاہب کے دلائل کو اکٹھا کرتے ہیں بلکہ احادیث کے مابین ترجیح دے کر مذہبِ حنفی کی حقانیت کو واضح کرتے ہیں۔ تاہم، آپؒ احادیث کا حوالہ اور صفحہ نمبر ذکر نہیں کرتے، جس کی وجہ سے قارئین کو بعض اوقات اصل ماخذ تک پہنچنے میں دشواری پیش آتی ہے۔ یہ بات واضح ہے کہ

---

(1) التوبۃ،36/9

(2)البقرۃ187/2

قرآن مجید کو صحیح طور پر سمجھنے کے لیے احادیثِ نبویہ کا سہارا لینا ناگزیر ہے۔ حضرت ملا جیونؒ جیسے مفسرین نے احادیث کو قرآن کی تشریح کا بنیادی ذریعہ بنایا، جو اسلامی علوم میں ایک روشن مثال ہے۔

اسلوب نگارش:

مولانا ملاجیون کا اسلوبِ نگارش سادگی اور روانی کا حسین امتزاج ہے۔ آپ نے اپنے خیالات کو تحقیقی انداز میں بیان کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے لیکن یہ انداز اتنا سہل اور عام فہم ہے کہ پیچیدگی کا شائبہ بھی نہیں ہوتا۔ زبان کی یہ خصوصیات آپ کی علمی بصیرت، ادبی مہارت اور فنِ تفسیر میں مہارت کی عکاسی کرتی ہیں۔ آپ کی تحریر کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ آپ دلیل کے ساتھ گفتگو کرتے ہیں اور ہر نکتے کو ثابت کرنے کے لیے مضبوط دلائل فراہم کرتے ہیں۔ مختلف تفاسیر اور علمی آراء کا حوالہ دے کر اپنی تحقیق کی بنیاد پر ایک پختہ رائے قائم کرتے ہیں۔ مولانا جیون کا یہ اندازِ تحریر قاری کو ایسا محسوس کرواتا ہے جیسے وہ براہِ راست ان سے مخاطب ہیں۔ ان کی تحریر کا مطالعہ کرتے ہوئے قاری کو یوں لگتا ہے جیسے مولانا جیون ہر سوال کا جواب تسلسل اور ترتیب کے ساتھ دے رہے ہیں۔ڈاکٹر شبیر احمد قادری کے مطابق، تفسیراتِ احمدیہ میں مولانا ملاجیون کا اندازِ نگارش یہ ہے کہ پہلے ایک آیت پیش کرتے ہیں اور اس پر ایک ایسا عنوان قائم کرتے ہیں جو بظاہر اس سے تعلق نہیں رکھتا۔ لیکن پھر اپنے منفرد اندازِ بیان، غور و فکر، اور مضبوط استدلال کے ذریعے اپنا مدعا واضح کر دیتے ہیں اور قاری یا سامع کو مطمئن کر دیتے ہیں۔ آپ اکثر علمی اختلافات کو بیان کرتے ہیں، مختلف علماء کی آراء نقل کرتے ہیں، اور پھر عالمانہ بحث کے بعد مرجح رائے کو مدلل انداز میں پیش کرتے ہیں۔ کہیں کہیں آپ آیت اور اس کے شانِ نزول کی وضاحت مختصر انداز میں کرتے ہیں اور پھر دوسری آیت کا ذکر کر کے اس کے مفہوم کو تفصیل سے واضح کرتے ہیں۔(1)

خلاصہ بحث:

"التفسيرات الاحمدية فی بيان آيات الشرعية "مخصوص آیات قرآنیہ سے مستنبط فقہی احکام واصول ضوابط پر مشتمل احکامی تفسیر ہے جسے عرب و عجم کے مشہور و معروف فقیہ، مفسر، متکلم و محقق شیخ احمد بن سعید المعروف ملا احمد جیون نے تالیف کیا ہے۔ تفسیرات احمدیہ میں ایک خاص منہج واسلوب کے تحت آپ نے قرآنی آیات کی توضیح و تشریح کی ہے۔ فقہی مسائل کے استنباط میں آپ کا طریقہ کار جامع اور متوازن ہے جو قرآن، حدیث، سلف صالحین کے اقوال ، مختلف فقہی مذاہب کی آراء اور عقلی استدلال پر مبنی ہے اس معقولی و منقولی تفسیر میں کلمات قرآن کی تشریح، صرفی و نحوی

---

(1) شبیر احمد قادر آبادی، عربی زبان ادب عہد مغلیہ میں ناشر: ، نظامی پریس لکھنؤ1982ء، ص257

ابحاث، مسائل کلامیہ، تفسیری اقوال اور استخراج احکام کا خصوصی طور پر اہتمام کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تفسیرات احمدیہ ایک جامع اور مستند تفسیر کا تصور پیش کرتی ہے آپ کا تحقیقی انداز اعلیٰ تفسیری خصوصیات کا حامل ہے جسے دلائل کی روشنی میں ثابت کیا گیا ہے ان تمام خصوصیات کی بنا پر ہم چاہتے ہیں کہ اس تحقیق میں ملا احمد جیون کا طریقہ استدلال و استنباط مسائل کا مطالعہ کریں تا کہ احکام کی آیات کی تشریح کو سمجھ سکیں۔

* * * * * * * *